Email : haqkiraoshni@gmail.com MGN/170/2015-2017 Reg No. MAHURD/2014/59864

ملت اسلامیہ کا ترجمان

بیادگار: حضرت مولانا محفوظ الرحمن قاسمیؒ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی

حق کی روشنی

Weekly HAQ KI RAOSHNI Malegaon

Vol. No. 03 Issue No. 04 Date 05/01/2017 Thursday Rs.2/-

جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۴ مورخہ ۶ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ بمطابق ۵ جنوری ۲۰۱۷ء جمعرات قیمت ۲ روپے

پیغام

اسلام کے ملکی قوانین کا نافذ نہ ہونا ایک تکلیف دہ حقیقت ہے لیکن اس حقیقت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا سہارا لے کر رائج اسلامی قوانین پر بھی عمل کرنے سے روک دیا جائے۔ اگر کسی شخص کو مجبور کر کے کسی زمانہ میں کسی اچھی غذا سے روک دیا گیا تھا تو یہ دوسری غذاؤں کے بند کر دینے کے جواز نہیں پیش کرتا، ایمانداری کا تقاضہ تو یہ ہے کہ پچھلی بندکی ہوئی غذا بھی کھول دی جائے۔

(حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ)

اسلام حقوقِ نسواں کا محافظ

گزشتہ سے پیوستہ

افادات: حضرت مولانا محفوظ الرحمن قاسمیؒ

عورتوں کی خودکشی سے متعلق اقوام متحدہ کی رپورٹ

ڈاکٹر سہیل انصاری جب انقلاب کا اداریہ لکھتے تھے، شاید آپ نے پڑھا ہو، نہیں پڑھا ہو تو آپ کو میں یاد دلا دیتا ہوں انہوں نے اپنے ایک اداریے میں لکھا کہ ڈنمارک وہ ملک ہے جہاں مغربی عورت کو سب سے زیادہ آزادی حاصل ہے، پھر وہاں کے عورتوں کی خودکشی کے اعداد وشمار عورتوں کے نقل کرتے ہیں کہ ایک سال میں گیارہ فیصد تھا جو اگلے سال بڑھ کر بائیس فیصد ہوگیا، ایک ہی سال میں دوگنا، آپ بتائیے؟ وہ لوگ جو حقوق نسواں کے مدعی ہیں اس مغربی ملک میں (جہاں سب سے زیادہ آزادی ہے) وہ کیوں نہیں عورتوں کے ان مصائب کا مداوا کرتے ہیں جہاں سو میں بائیس عورتیں اس طرح خودکشی کر کے مرجاتی ہیں، ڈنمارک سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے جہاں عورتوں کو سب سے زیادہ حریت اور آزادی حاصل ہے، ذرا سوچئے! ابھی مسلمانوں کے خاندانوں کا اگر آپ اعداد وشمار معلوم کریں گے تو آپ کو مسلم معاشرہ میں خودکشی کی واردات نہ ہونے کے برابر ملے گی، اور یہ رپورٹ اقوام متحدہ نے شائع کی ہے کہ سب سے کم خودکشی کی واردات مسلم ملکوں میں ہے، یہاں تک کہ سعودیہ عربیہ میں یہ نہ ہونے کے برابر ہے، آپ نے کبھی سوچا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟

شریعت نے خودکشی کو حرام موت قرار دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے تاکید کی ہے کہ جینے کے سارے اسباب ختم ہو جائیں تو بھی ایک سبب ایک ذریعہ خدا کی ذات پر توکل اور اعتماد باقی ہے، اس لئے خودکشی مت کرنا، چنانچہ مغربی ملکوں کے اعداد وشمار کے مقابلے میں یہ چیز مسلم معاشرے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ مسز اینی ورسیل جن کا حوالہ مولانا علی میاں ندویؒ نے بھی دیا ہے کہ مغربی تاجرہ ہے انہوں نے اپنے مقالے میں لکھا ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کے تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں، وہ ہماری اس تقریر کا جواب کیوں نہیں دیتے جو ہم نے لندن کے ایک ہال میں کی ہے، اب ان کے جملے میں نقل کرتا ہوں ''جو لوگ تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں، مغربی معاشرے میں جو لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کے یہاں یک زوجگی کو قانونی حیثیت ہے اور وہ یک زوجگی پر اصرار کرتے ہیں مگر ایک زوجگی کے ساتھ ان کے معاشرہ میں زناکاری اور فحاشی کے اڈوں کی کثرت ان کے قانون کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ عورت کی ذلت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے اولین محافظ اس کو سڑک پر لاکر ڈال دیتے ہیں کہ اب ان کی طبیعت اس سے بھر گئی ہے، اور قانون بھی ان کی مدد نہیں کرتا ہے۔ آخر مسلمانوں کا تعدد ازدواج اس سے بہتر کیوں نہیں؟

ستی کی رسم اور مسلم حکمرانوں کی رواداری

ڈاکٹر برنیر ڈیہ مغربی مستشرق ہے، شاہ جہاں کے زمانے میں اس نے ہندوستان کی سیاحت کی ہے، اس کا سفرنامہ امرتسر سے شائع ہوا ہے، اس نے اس وقت کے حالات میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں ستی کی رسم ہے، یعنی ایک ہندو شوہر مرجاتا ہے تو اس کی بیوی کو اسی کے ساتھ زندہ اسی کی چتا پر جلا دیتے ہیں، اس نے اس دور کی بات لکھی ہے کہ یہاں کے حاکم مسلمان اس کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں مگر انہوں نے اس کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا، تاکہ ہندو مذہب ان کی مداخلت سے آزاد رہے، یہاں کی بیشتر رعایا چونکہ ہندو ہے اسی لئے وہ کوئی قانون نہیں بناتے لیکن حیلے اور بہانے سے اس رسم کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہاں پر تھوڑی دیر رک جائیے آگے کی بات میں بتلاتا ہوں کم سے کم اتنی بات تو آپ کو معلوم ہوئی کہ اس ہندوستان میں جب مسلمان حکمران تھے تو انہوں نے اپنے مذہب کے قانون کو دوسروں پر لاگو کرنے کی زبردستی جبر واکراہ سے کبھی کوشش نہیں کی، یکساں سول کوڈ بنانے کی طرف کبھی پیش رفت نہیں کی لیکن آج اس حریت اور آزادی کے زمانے میں جب آپ کہتے ہو کہ ایک آدمی کو فکر ونظر میں آزادی ہے، وہ جو چاہے عقیدہ رکھے جس چیز کو چاہے مانے تو پھر ساری دنیا کے اور ملک کے لوگوں کو مجبور کر کے کہ جس میں سو سے زائد فرقہ ہیں ان کے لئے ایک قانون، ایک دستور بنا دینا اور جبر واکراہ سے اس کی پابندی کرانا یہ کون سی حریت ہے؟ یہ کون سی آزادی ہے۔

آگے کی بات اب میں نقل کرتا ہوں ڈاکٹر برنیر ڈیہ نے لکھا ہے لیکن حیلے بہانے کے ذریعہ سے بہر حال وہ اس رسم کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی انہوں نے ایک قانون بنا رکھا ہے کہ کسی عورت کو ستی ہونا ہے تو پہلے اس وقت کے اس صوبہ کے گورنر سے اس کی اجازت لینا ہے، بغیر اجازت کے وہ ستی نہیں ہوسکتی جب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے تو گورنر اس کو بلا کر پوچھتا ہے اس کی مرضی معلوم کرتا ہے، اس کو سمجھاتا ہے کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ تم اپنے آپ کو جلا لو، اگر وہ نہیں مانتی ہے تو اس کو محل میں بھیج دیا جاتا ہے، تاکہ محل کی جو بیگمات ہیں، عورتیں ہیں وہ فہمائش کریں سمجھائیں، وہ آگے لکھتا ہے کہ لیکن ہر جگہ مسلمان گورنر اور حاکم نہیں ہیں، جہاں ہندو راجاؤں کی حکومت ہے، زمینداروں کا اثر ہے وہاں کثرت سے یہ ستی کی رسم جاری ہے۔ آپ مجھے بتائیے یہ انسانیت کے ماتھے پر دھبہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ (جاری)

☆......☆......☆

مبشر جمال اکبر یا مُحَقَّر' روبہ زوال' ابتر

تحریر: حافظ زبیر احمد ندیمی ملی

اقتدار کی ساجھے داری یا ارباب اقتدار کی طرف سے کسی دنیاوی منصب کی بھیک مل جانے کے بعد لوگوں کی فکر ونظر' سوچ اور غور وفکر کے زاویئے بدلتے رہتے ہیں، اس کا مشاہدہ آئے دن ہوتا رہتا ہے، ضمیر فروشی کا کام آدمی کتنا ذلیل ہو کر کرتا ہے، اسے اس کا احساس بھی نہیں رہتا۔

روٹی کے لئے بک جاتے ہیں پیسے کے لئے بک جاتے ہیں
وہ اتنے بے قیمت تو نہ تھے وہ اپنی حقیقت بھول گئے

دنیاوی مفادات واغراض کے لئے جینے اور مرنے والے اور حکومت کی کاسہ لیسی کرنے والے افراد حاکم وقت کی خوشامد اور مداہنت کرتے ہوئے ہی نظر آئیں گے۔

جی حضوری میں دن کٹ رہے ہیں
اور شب ہاں میں ہاں کرتے کرتے

ایسے ہی بے غیرت وبے حمیت افراد کے بارے میں جو درباروں اور ایوانوں سے وابستہ ہوتے ہیں شیخ سعدی مرحوم نے کہا تھا کہ ان کا کام ہی یہ ہے۔

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

کہ اگر حاکم وقت اور صاحب اقتدار دن کو رات کہے تو کہنا چاہیئے کہ جہاں پناہ نے صحیح فرمایا واقعی چاند بھی نکلا ہوا ہے اور تارے بھی چمک بھی رہے ہیں۔

حال ہی میں اخبارات میں ایم جے اکبر نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے خلاف بیان بازی اور دریدہ ذہنی کا مظاہرہ کیا ہے، چونکہ موصوف موجودہ بھاجپائی حکومت میں وزیر مملکت برائے امور خارجہ ہیں سشما سوراج وزیر خارجہ ہیں، اور بھاجپا حکومت کی مسلم دشمنی اظہر من الشمس ہے، ماضی میں کبھی غیر بھاجپائی مرکزی حکومت مسلمانوں کے فائدے کے لئے غلطی سے کوئی اسکیم اگر جاری کرتی تو یہی بھاجپائی ان اسکیموں کے نفاذ سے پہلے واویلا مچاتے اور اسے مسلمانوں کی منہ بھرائی سے تعبیر کرتے تھے۔

اپنے سیاسی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ایم جے اکبر (مبشر جمال اکبر) نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے خلاف بیان بازی کر کے اپنے آپ کو مُحَقَّر' روبہ زوال اور ابتر ثابت کیا ہے۔

تین طلاق کے معاملے پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو نشانہ بناتے ہوئے وزیر مملکت برائے امور خارجہ نے دخل اندازی کرتے ہوئے یہ الزام لگایا کہ یہ بورڈ میل پرسنل لا بورڈ بن گیا ہے، جو صرف عورتوں پر ظلم وستم میں دلچسپی رکھتا ہے، موصوف چونکہ جرنلسٹ اور صحافی بھی ہیں، انہیں اس طرح کم از کم صحافتی بد دیانتی کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے تھا، عورتوں پر مظالم کہاں ہو رہے ہیں، انہیں چاہیئے کہ حکومت کی وفاداری والی عینک اتار کر حقیقت کا مشاہدہ کریں، عورتوں پر ظلم وزیادتی کون اور کہاں کر رہا ہے۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ

فی الوقت حکومت میں وہ ایک فیمیل منسٹر سُشما سوراج کے انڈر میں ہیں، شاید ماتحتی کی بناء پر ان کا ذہن ودماغ تغیر پذیر ہوگیا ہو۔

اگر عورتوں سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو ویمن پرسنل لا بورڈ بھی ملک میں قائم ہے۔ وہ اس کی ممبر شپ کو قبول کر کے اس ظلم وزیادتی کی دہائی دیتے رہیں اور اگر غیرت مردانہ فوت نہ ہوئی ہو تو وہ پچاس ہزار عورتوں کی دستخطی مہم کے مقابلے میں مسلم پرسنل لا بورڈ کی تین کروڑ سے زائد دستخطی مہم کی بنیاد پر وزارت مملکت کی بھیک کو ٹھکرا کر دکھائیں۔

وزیر موصوف کو یہ علم بھی ہونا چاہیئے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی ویمن ونگ بھی ہے، جس میں شریف، شائستہ، مہذب اور سنجیدہ تعلیم یافتہ خواتین شامل ہیں، جنہوں نے بہ بانگ دہل یکساں سول کوڈ کو رد کرنے اور مسلم پرسنل لا اور شریعت اسلامی سے وفاداری کا اعلان بھی کیا ہے۔

انہوں نے اس سے آگے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے پچیسویں اجلاس منعقدہ کلکتہ (مغربی بنگال) پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا ''بڑی تعداد میں لوگوں کے متحد ہونے سے حقیقت نہیں جھلکتی''

جمہوری نظام حکومت میں ووٹوں کی کثرت ہی سے تو لوگ گرام پنچائت سے لے کر پارلیمنٹ تک پہنچتے ہیں۔

جمہوریت وہ طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

وزیر اعظم کی اور صدر جمہوریہ کی ایک ایک ووٹ کسی دیہاتی اور ادیواسی کی ایک ایک ووٹ کے مقابلے میں کوئی وزن نہیں رکھتی، بہ حیثیت ووٹر دونوں برابر ہیں۔

دونوں ہوئے برابر جمہوری یہ اثر ہے

اس لئے اگر ایم جے اکبر اپنے مذکورہ قلت اور کثرت کو جانچنے والے بیان پر قائم ہیں تو انہیں لوک سبھا یا راجیہ سبھا دونوں میں سے کسی کی ممبر شپ کو لات مار کر اپنے گھر آرام سے بیٹھ جانا چاہیئے کیونکہ وہ بھی تو اسی قلت وکثرت کے معیار سے ہو کر وہاں تک پہنچے ہیں۔

یہ کیسا امتحان جذب دل الٹا نکل آیا
وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور ان کا نکل آیا

☆......☆......☆

تعدد ازدواج ایک سماجی ضرورت......!

از: محمد عامر یاسین ملی

اسلام ایک الٰہی اور آفاقی دین ہے، جو ابدی شان رکھتا ہے، اور ہمیشہ رواں دواں زندگی کے ساتھ چلتا ہے، اس کا ہر حکم عدل ومساوات پر مبنی اور انسانیت کے لئے مفید اور ثمر آور ہے، لیکن اسلام دشمن طاقتیں اور مستشرقین شروع ہی سے اسلامی تعلیمات واحکام کو غلط روپ میں پیش کر کے اسلام کو بدنام کرنے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ معاذ اللہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیمات انسانوں خصوصاً عورتوں کے حق میں ظالمانہ ہے، مثال کے طور پر تعدد ازدواج (ایک سے زائد شادی) تین طلاق اور حلالہ وغیرہ، گذشتہ چند مہینوں سے رک رک کر ان موضوعات کو اٹھایا جا رہا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے متعلق طرح طرح کی بدگمانی پھیلائی جا رہی ہے، حالانکہ یہ سارے اسلامی قوانین انسانی معاشرے کے حق میں رحمت ہیں زحمت نہیں۔ اس وقت ہمارا موضوع ''تعددِ ازدواج'' ہے، جس کے متعلق عام تاثر یہ ہے کہ یہ اسلام کی دین ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ایک سے زائد شادی کی اجازت تنہا اسلام نے ہرگز نہیں دی، بلکہ ایک مرد کے لئے کئی بیویاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی تقریباً دنیا کے تمام مذاہب میں درست سمجھا جاتا تھا، عرب، ہندوستان، ایران، مصر، بابل وغیرہ ممالک کی ہر قوم میں کثرت ازدواج کی رسم بغیر کسی تحدید کے جاری تھی، اور کسی مذہب اور قانون نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی تھی، نہ یہود ونصاریٰ نے نہ ہندوؤں، آریوں اور پارسیوں نے، نتیجہ یہ تھا کہ لوگ بہت سے نکاح کر لیتے تھے اور پھر عورتوں کے حقوق ادا نہیں کر پاتے تھے، اسی طرح عدل ومساوات کا بھی کہیں نام ونشان نہ تھا، جس بیوی سے محبت زیادہ ہوتی اس کو خوب نوازا جاتا اور جس سے رخ پھر گیا اس کے کسی حق کی پرواہ نہیں کی جاتی، اسلام نے اس ظلم عظیم کو روکا اور تعدد ازدواج کی کثرت پر پابندی لگائی، اور ایک وقت میں چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا، ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ حضرت حارث ابن قیس اسدیؓ فرماتے ہیں کہ میں جب مسلمان ہوا تو میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں، میں نے رسول کریم ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان میں سے چار رکھ لو، اور باقی کو آزاد کر دو۔

پھر اسی کے ساتھ جو عورتیں ایک ہی وقت میں نکاح میں ہیں ان کے درمیان عدل وانصاف اور حقوق کی ادائیگی میں برابری کی تاکید بھی کی، قرآن کریم میں اللہ پاک نے چار بیویوں کی اجازت دے کر فرمایا: ''اگر تم کو اس کا خوف ہو کہ تم انصاف نہیں کرسکو گے تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو۔'' نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا (مفلوج) ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے ایک سے زائد شادی کی اجازت کیوں دی، اور اس پر پوری طرح پابندی عائد کیوں نہیں کی؟ نیز تعدد ازدواج کے کیا فائدے اور مصالح ہیں؟ کیا واقعی تعدد ازدواج ایک ناگزیر سماجی ضرورت ہے؟

پہلی بات تو یہ کہ پیدائش کے لحاظ سے عام طور پر مردوں اور عورتوں کی تعداد برابر ہوتی ہے، مگر قدرتی طور پر ایسے حالات اور آفات وحوادث پیش آتے رہتے ہیں، جن کی بنا پر مردوں اور عورتوں کے درمیان تعداد کا تناسب برقرار نہیں رہتا، عام حالات میں مردوں کی تعداد گھٹ جاتی ہے، اور عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، ایسے حالات میں عورتوں کی زائد تعداد کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے اسلام کا یہ قانون رحمت ثابت ہوتا ہے،

(بقیہ صفحہ نمبر 3 پر)

خطاب جمعہ: مورخہ ۶ رجنوری بروز جمعہ، نماز جمعہ سے قبل مسجد فاطمہ، جعفر نگر میں حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب کا خطاب ہوگا۔ عوام الناس سے کثیر تعداد میں شرکت کی گزارش ہے۔

الداعیان: ذمہ داران مسجد ومتوسلین خانقاہ رحمانیہ، مالیگاؤں

اداریہ

مولانا محمد عمر بن محفوظ رحمانی کے قلم سے

برصغیر ہندو پاک کے بے نظیر علماء کی اگر کوئی فہرست مرتب کی جائے تو اس میں نمایاں ترین نام ہوگا حضرت علاّمہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا، وہ علماء کی آبرو اور علم وفضل کا وقار و اعتبار تھے۔ حافظہ غضب کا تھا، شوق مطالعہ بے پناہ، اور محنت و مشقت کا جذبہ خداداد، علوم کے سمندر کے سمندر پی گئے، حدیث ہو یا تفسیر، علم فقہ ہو یا کلام وفلسفہ، نحو وبلاغت ہو یا اسماء الرجال، وہ کسی کوچے میں بند نہ تھے، ہر علم میں طاق، بلکہ امامت کے درجے پر فائز، بولتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ علم کا بحر مواج ٹھاٹھیں مار رہا ہے، درس دیتے تو طلباء کو سیراب کر دیتے، ان کے بارے میں کہنے والوں نے بہت کچھ کہا، لکھنے والوں نے دفتر کے دفتر لکھ دیئے، لیکن تین عظیم شخصیات کے مختصر جملے ان کی عظمت شان اور علوم مقام کے بہترین ترجمان ہیں۔

مولانا انور شاہ جیسے شخص کا مسلمان ہونا اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے۔

(حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

لوگوں کی نگاہوں نے ان کوئی نظیر نہیں دیکھی اور نہ خود انہوں نے اپنے جیسا کوئی انسان دیکھا۔ (حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

صحابہ کا قافلہ جارہا تھا انور شاہؒ تیرہ سو برس پیچھے رہ گئے۔

(حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

حضرت علاّمہ مرحوم سے ہزاروں طلباء نے استفادہ کیا، اوران میں سے کچھ بہت ممتاز اور نمایاں ہوئے ایسوں میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی نام آتا ہے، مفتی صاحب مرحوم صاحب نظر عالم دین، بلند پایہ مصنف اور حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل تھے، انہوں نے اپنی ایک کتاب میں اپنے استاد مرحوم علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی مساعیٔ جمیلہ کے نتیجے میں ہر سال قادیان میں مسلمانوں کا ایک جلسہ ہونے لگا تھا ایک مرتبہ ہم حضرت کے ساتھ اس جلسے میں شرکت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ ایک روز وہیں نماز فجر کے بعد حضرت کو دیکھا کہ مغموم بیٹھے ہیں، احقر نے مزاج دریافت کیا تو فرمایا کہ طبیعت تو ٹھیک ہے، لیکن آج کل ہر وقت دل ودماغ میں یہ فکر مسلط ہے کہ ہم لوگ اپنے دروس اور تقریر وتحریر میں حنفیت کی ترجیح پر زور دینے میں لگے رہے اور قادیانیت الحاد و بے دینی کے یہ فتنے کہاں سے کہاں پہنچ گئے، حالاں کہ حنفیت اور شافعیت کا یہ اختلاف زیادہ سے زیادہ راجح اور مرجوح کا اختلاف ہے۔ جس کا فیصلہ حشر میں بھی نہیں ہوگا اوران فتنوں سے دین و ایمان پر ضرب لگ رہی ہے اس بناء پر مغموم بیٹھا ہوں۔'' (چند عظیم شخصیات ص ۳۶)

یہ واقعہ پوری جماعت علماء اور ارباب مدارس کے لئے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں ہم اپنی زندگی کے شب وروز اور کارگذاری اور کارکردگی کا جائزہ لے سکتے ہیں، غور کیا جائے کہ کتنے خدام دین اور علمائے کرام ایسے ہیں جو اصل فتنوں کے تعاقب اور ملت کو درپیش مشکلات کے حل کے لئے فکرمند ہیں، اور کتنے ایسے ہیں جو جزئی مسائل اور فروعات میں الجھ کر اپنی صلاحیت اور وقت کا ضیاع کر رہے ہیں، ہمارا ملک جن معاملات ومسائل سے دوچار ہے، جو فکری اور تہذیبی یلغار دین وایمان پر کی جارہی ہے، جس طرح شجر اسلام کی جڑوں پر تیشہ چلایا جارہا ہے، اس کی روک تھام اور اسلام کے تحفظ اور اسلامیت کی بقاء کے لئے جتنی کوششیں کی جانی چاہئیں کیا اس کا دسواں حصہ بھی ہو پا رہا ہے؟؟؟ حضرت علاّمہ انور شاہ کشمیریؒ کی تربت کو خدا تعالیٰ ٹھنڈا رکھے کہ انہوں نے انصاف سے کام لیتے ہوئے، خود احتسابی کا فرض انجام دے کر آنے والوں کے لئے راہ عمل کو واضح اور طریق کار کو متعین کر دیا ہے تو پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

☆......☆......☆

حسنِ تحریر — اگواکمیٹی (جعلی) (Imediators) — آزاد خیال

انسان ایک سماجی جانور ہے، وہ سماج میں رہنے کے لئے بنیادی طور پر ایک خاندان کا محتاج ہے۔ فطری اعتبار سے ہر انسان کا خاندان ہوتا ہے، جس میں وہ سکون واطمینان سے زندگی کا سفر طے کرتا ہے، اور یہی خاندان کسی انسان کی شناخت ہوتے ہیں، اور مصیبت وحوادث میں ایک فرد کا ساتھ دیتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ جوڑے آسمان پر بنتے ہیں، لیکن زمین پر اتارنے میں سماج کے بہت سارے فریقین مل جل کر دو خاندانوں کے ملنے، جڑنے میں مدد کرتے ہیں، نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے جو نکاح کے لائق ہوں وہ نکاح کرلیں اور جو نکاح کرنے کے قابل نہ ہوں وہ کثرت سے روزے رکھیں کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ سماج میں اور مسلم معاشرے میں مرد وزن بے راہ روی اور گمراہی کی زندگی کے مرتکب نہ ہوں اور پاکیزہ اور حلال زندگی کو فوقیت دیں۔

موجودہ سماجی ڈھانچے میں رشتے جڑنا اور جڑوانا یہ کام ہر شہر میں اگوا کمیٹی کے ذمے دار بحسن وخوبی انجام دیتے چلے آرہے ہیں، ضرورت پڑنے پر ہر شہر کی اگوا کمیٹی ضرورت مندوں کے نکاح کرواتی ہے، اوران کی مالی ومعاشی امداد بھی کی جاتی ہے تاکہ غرباء کے نکاح میں آسانی ہو، جس کے لئے وہ اوران سے جڑے تمام افراد قابل مبارکباد ہیں جو واقعی نیک کام میں پیش پیش ہوتے ہیں، اور غریب ومستحق افراد کی خانہ آبادی اجتماعی طور پر اور دعاؤں کے دائروں میں ہوتی ہے، اللہ ان کے اس اچھے عمل کو شرف قبولیت بخشے۔ (آمین)

آج کے عنوان کا خاص مقصد اگوا کمیٹی کے نام پر چل رہی ''ڈپلیکیٹ اگوا کمیٹی'' ہے جو ہو بہو اگوا کمیٹی کی طرح ہی نظر آتی ہے، کام بھی کرتی ہے، لیکن جب باریکی سے ان کا جائزہ لیا جائے تو یہ شہر کے عزت دار، دین دار، شرفاء اور معصوم افراد کے ساتھ دھوکے بازی کا ایسا کھیل کھیل رہی ہوتی ہے جو سماج کے آگے بہت بعد میں آتے ہیں، حق کی روشنی، ان حقائق پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ہر شہر کے سنجیدہ، فکرمند، مضبوط اور انصاف پسند ذہنوں کے دلوں پر دستک دینا چاہتی ہے، اوراس Duplicate اگوا کمیٹی کو سماج سے ختم کرنے کا تقاضہ کرتی ہے۔

اگوا کمیٹی Duplicate کا قیام اور مفاد

پچھلے دس سالوں میں اس تنظیم کا قیام عمل میں آیا جب Face Book شادی ڈاٹ کام، نکاح ڈاٹ کام، Diverce میٹری مونی اور Just Married جیسے شادی کے لئے اشتہارات والے ویب سائیٹ کا اجرا ہوا، اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ خناس گھس گیا کہ وقت گذاری کا نیا بہانہ سامنے آیا۔

اگواکمیٹی سے جڑنے کے لئے لیاقت وقابلیت

جن سماجی پیشواؤں نے اگوا کمیٹی (جعلی) کو آگے بڑھانے کا بیڑہ اٹھایا ان میں قابلیت کے طور پر جھوٹ بولنا، جعل سازی، ڈپلومیسی سے باتیں کرنا، سامنے والے کو پھنسانا اور بے ایمانی اور لوٹ مار کا عین پرتو ہونا شامل ہو۔

پرسنالٹی

ان کی شخصیت خاص رعب دار ہوتی ہے، لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ افراد کرتے پاجامے، ٹوپی کا استعمال کرتے ہیں اور نمازوں کی بڑی پابندی ظاہر کی جاتی ہے تاکہ ان کی ٹیم کو عوام مذہبی سمجھے اوران کی واہ واہی ہو۔

جائزہ اور کارنامے

ان جعلی اگواؤں کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ رشتے لگوانے کی بجائے تڑواتے ہیں، ☆لڑکی کی عمر بڑی ہو تو یہ لڑکی کو ۱۶ سال کی بتاتے ہیں، بعض جگہ مطلقہ اور بچوں والی عورت کو ان لوگوں نے دوشیزہ بنا کر بیاہ بھی دیا، بعد میں جب معاملات سامنے آئے تو لڑکے کو پتہ نہیں تھا نہ ہی لڑکی کو کہ یہ بات چھپائی گئی۔

☆کئی جگہ لڑکا بدچلن، آوارہ اور مختلف بیماریوں کا شکار ہونے کے بعد بھی صرف پیسے کے لئے اسے دیندار اور ایماندار بتا کر شادی کی گئی۔

☆بدچلن اور آوارہ عورتوں کا گینگ بنا کر ممبئی پونہ، ہریانہ، بہار مغربی بنگال، وسئی، بھیونڈی، اورنگ آباد، بیڑ، پربھنی، بنگلور، لاتور، عثمان آباد، آندھرا پردیش، غرض یہ کہ ہر ریاست میں لڑکیوں کو شادی کے لئے پیش کرنا، پیسے اینٹھنا، بات نہ بن پانے پر یا زبردستی ہنگامہ کھڑا کر کے طلاق کے نام پر موٹی رقم اینٹھنا، کورٹ کچہری کی دھمکی دے کر نان ونفقہ اور ہفتہ وصولی جیسے کارنامے انجام دینا۔

☆ایسے جوڑوں کے نکاح کروانا جو پہلے ہی شادی کے بندھن میں بندھے ہوں اور بعد میں پیسے لے کر دونوں کو الگ کروانا۔

☆بعض جگہ لڑکیاں او رلڑکے دونوں کے گھر والے بھی اس قسم کے کریہہ فعل میں ملوث ہوتے ہیں کیوں کہ ان کے بچوں کے لئے رشتے نہیں ملتے۔ لڑکی یا لڑکے کو معذور ہونے کے بعد نظر کمزور ہونے کے بعد، بال سفید ہو جانے کے بعد، کوڑھ، برص کی بیماری ہونے کے بعد، مرگی اور پاگل پن یا آدھا پاگل پن ہونے کے بعد بھی انہیں جعلی اگواؤں کو پیسے دے کر کم عمر، خوبصورت، آئیڈیل، تعلیم یافتہ گھرانے کے بچوں کی زندگی داؤ پر لگائی گئی جو انتہائی نازیبا اور لائق مذمت عمل ہے۔

نتیجہ

والدین سے گذارش ہے کہ اونچے اور بہت زیادہ قابل رشتوں کو تلاش کرنے میں ان دیکھے اور انجان لوگوں میں بات چیت طے نہ کریں، بچوں کو اپنی بات رکھنے کا موقع دیں، ایسا نہ ہو کہ آپ کے خاندان یا اطراف میں بہترین جوڑے ہوتے ہوئے بھی آپ پردیش کے شہزادے کے چکر میں اپنی اولاد کو کباڑیے کے ہاتھ فروخت نہ کر دیں۔

سماج کے ذمہ داروں سے گذارش ہے، لڑکی دیکھنا، دیکھ دیکھ کر رجیکٹ کرنا بند کرائیں، ایک ایک لڑکی کو سوسو گھرانوں سے Reject کا Label ملنے کے بعد اس کے دل اور ذہن کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی، اس کا اندازہ بھی ہمارا قلم نہیں لگا سکتا، غریب ہونا، بدصورت ہونا، رشتے نہ آنا، نہ لگنا کوئی عیب نہیں، اللہ کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں، ہم دعا گو ہیں، اللہ پاک تمام کے لئے بہترین رشتوں کا انتظام کرے۔ لیکن لوگوں کو چاہئے کہ جلد بازی کے چکر میں پڑھ کر ان Duplicate اگواؤں اور اگوا کمیٹی کا شکار ہونے سے بچیں۔

آپ کی ایک آواز...... بدل سکتی ہے سارا سماج!

اٹھئے!

ابھی نہیں تو کبھی نہیں!!

آپ کا آزاد خیال

☆......☆......☆

بے حیائی برائی کا سبب ہے

از: مولوی ظہیر احمد ملی

آج پوری دنیا میں گناہ معصیت اور برائی کے تیزی سے پھیلنے کا سب سے بڑا سبب یہ بھی ہے کہ بے حیائی عام ہو گئی ہے، جس سے ہر کوئی واقف ہے، پہلے ہر چھوٹی عمر والا اپنے ان بڑی عمر والوں کے سامنے جو غیر رشتہ دار، غیر معروف ہوں شراب پینے، سگریٹ، بیڑی پینے اور گالی گلوچ سے ڈرتا تھا، چہ جائے کہ رشتہ داروں اور ماں باپ کے سامنے، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ غیر رشتہ دار اور وہ لوگ جو جان پہچان کے نہیں ہیں، ان کے سامنے اعمال فاحشہ کا ارتکاب تو بہت دور سگے بڑے بھائیوں اور بہنوں کے سامنے بلا جھجک اور بلا خوف وخطر گالی گلوچ اور دیگر برے کام انجام دیئے جارہے ہیں، اور بڑوں کو بھی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ ان کو روکیں، اور منع کریں، کیوں کہ ان کے اندر خود بے حیائی موجود ہے کہ وہ خود چھوٹوں کی موجودگی میں غیر موزوں کام کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تیرے اندر سے حیا کا جوہر نکل جائے تو جو چاہے کر

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

حیاء ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان گناہوں کا ارتکاب کرنے سے بچا رہتا ہے، آپ ﷺ سب سے زیادہ باحیاء تھے۔ صاحب مظاہر حق نے لکھا ہے کہ ایک آدمی کو آپ ﷺ نے صحراء میں برہنہ حالت میں غسل کرتے ہوئے دیکھا تو شرم وحیاء کی وجہ سے آپ کی طبیعت میں تغیر پیدا ہوا، چنانچہ آپ ﷺ فی الفور مسجد نبوی ﷺ میں پہنچے اور منبر پر تشریف لے گئے، اور آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے شرم وحیا کی قدر ومنزلت اور اہمیت کو انتہائی فصاحت وبلاغت کے ساتھ بیان کیا۔

بخاری ومسلم کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الحیاء شعبة من الایمان حیاء ایمان کا ایک خاص درجہ اور شاخ ہے، باحیاء انسان لوگوں میں مقبول ومحبوب ہوتا ہے، ہر کوئی اس کا پاس ولحاظ رکھتا ہے، حضرت عثمان غنیؓ کے مناقب میں یہ بات ملتی ہے کہ آپ بہت زیادہ حیاء کرنے والے تھے، مسلم شریف کی روایت ہے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ گھر میں آرام فرما رہے تھے، جب کہ آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی لیکن پنڈلیاں اسی طرح کھلی رہیں اور آپ باتیں کرتے رہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی لیکن اسی حالت میں گفتگو میں مشغول رہے، جب حضرت عثمانؓ آئے اجازت چاہی تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، اور کپڑے کو درست کرلیا، سب کے جانے کے بعد ام المومنین حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ ابوبکر وعمرؓ آئے آپ اسی طرح باتیں کرتے رہے، حالانکہ پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، لیکن جب عثمانؓ آئے تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، اور کپڑا درست کرلیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے فرشتے حیاء کرتے ہیں کیا میں اس سے حیا نہ کروں؟ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عثمان ایک باحیا شخص ہیں مجھے یہ خطرہ تھا کہ اگر میں اسی حالت میں رہتے ہوئے ان کو اندر آنے کی اجازت دے دیتا تو وہ شرم وحیاء کی وجہ سے واپس چلے جاتے اور جو کہنے آئے تھے وہ بات نہ کہتے۔

بے حیائی باب معصیت اور برائی کا سبب ہے، حیاء آنے کی صورت میں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ معاشرہ محاسن وخوبیوں سے آراستہ ومزین ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حیاء دار بنائے اور بے حیائی سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ آمین

عریانی اجسام و پراگندہ خیالی
مغرب نے یہ تحفہ بھی عجب ہم کو دیا ہے

☆......☆......☆

تلخیاں گر برا نہ مانو......!

از: محمد عامر یاسین ملّی

☆ دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اعظمی کا وصال۔(ایک سانحہ)

ایک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی

☆ کانگریس کے بعد پیپلس پارٹی آف اروناچل میں پھوٹ ڈال کر بی جے پی نے اروناچل پردیش کے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔(ایک خبر)

لڑاؤ اور حکومت کرو۔

☆ سماج وادی پر اکھلیش کا قبضہ، ملائم سنگھ کی طبیعت بگڑی۔(ایک خبر)

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

☆ نوٹ بندی سے پہلے صلاح و مشورہ ہوا تھا یا نہیں؟ ریزرو بینک، دفتر وزیر اعظم اور وزارت خزانہ خاموش(ایک خبر)

جواب دینے کے لئے سب صلاح و مشورہ میں مصروف۔

☆ مودی کی مقبولیت کانگریس کو ہضم نہیں ہورہی ہے۔(نائیڈو)

یا نوٹ بندی کی مخالفت آپ کو ہضم نہیں ہورہی ہے۔

☆ پولس کا کام ایسا ہو کہ گناہ گار بچ نہ سکے اور بے گناہ پھنس نہ سکے۔(راجناتھ سنگھ)

کاش ایسا ہی ہو................

☆ ہم دنیا کی کسی بھی فوج سے ٹکرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔(کم جونگ)

طاقت حد سے زیادہ بڑھ جائے تو جنون میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

☆ نوٹ بندی سے دہشت گردوں کی کمر ٹوٹ گئی۔(راجناتھ سنگھ)

اور بے قصور عوام کی تو جان ہی چلی گئی۔

☆ مذہب کے نام پر ووٹ پر پابندی کے فیصلے سے اویسی کو فرق پڑے گا۔(سبرامنیم سوامی)

لیکن موٹی چمڑی والوں کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

☆ ٹرین میں انتقال کر جانے والے اجنبی مسافر کی لاش کو قصبے والوں نے بہار پہونچانے کا نظم کیا۔(ایک خبر)

انسانیت ابھی زندہ ہے۔

☆ ملک کو ڈیجیٹل بنانا وزیر اعظم کا خواب ہے۔(ایک خبر)

جس کی کوئی تعبیر نہیں

☆ ۳۱ر دسمبر کی مودی کی تقریر پر عوامی ردعمل۔

اونچی دکان پھیکا پکوان

مختصر اور اہم خبریں

☆ دو سال قبل ڈانگے اور کالسانگرا کی موت کا ایس ایم مشرف نے انکشاف کیا تھا، اے ٹی ایس کے معطل انسپکٹر محبوب مجاور اپنے بیان پر قائم۔

☆ گئونسل پر پابندی کے نتیجہ میں بیل کی نسل ختم ہونے کے دہانے پر۔

☆ نوٹ بندی سے مساجد کے چندے میں پچیس فیصد کی کمی۔

☆ کوڑے دان میں پانچ سو کی نوٹ کے ٹکڑے ملے۔ جسے صفائی ملازمہ نے کچرا گاڑی میں ڈال دیا۔(ایک خبر)

☆ موبائیل ایپ ''بھیم'' کے نام پر سرکار سستی شہرت حاصل کرنا چاہتی ہے۔(مایاوتی)

☆ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث ثانی حضرت مولانا عبدالحق اعظمی قاسمیہ قبرستان میں سپرد خاک۔

☆ ۳۱ر دسمبر کی وزیر اعظم کی تقریر کو عوام نے فلاپ شو قرار دیا۔

☆ جلوس غوثیہ میں نو ڈی جے نو ڈانس کا پوسٹر جاری کیا گیا۔

☆ مسلمانوں کی ترقی کے بغیر ہندوستان کی جامع ترقی ممکن ہی نہیں۔(جسٹس راجندر سچر)

☆ ہالینڈ میں مسجد میں مسلمان بچوں کو نماز سکھانے پر اعتراض۔

☆ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کفن چوروں کا ٹولہ اور مسلم مخالف ہے،(پاکستانی سینٹ کے رکن کا بیان)

☆ تھائی لینڈ میں تین دن میں دو ہزار سڑک حادثات دو سو ہلاک۔

☆ ایران کو آئندہ حج کے انتظامات پر مذاکرات کے لئے سعودی عرب کی جانب سے باضابطہ دعوت۔

☆ حج ۲۰۱۷ء کے لئے درخواست دینے کا عمل شروع، حج کمیٹی دفتر میں روشن بیگ کے ہاتھوں فارموں کی رسم اجراء۔

☆ ۲۰۱۶ء میں صہیونی حکومت نے ۱۶۰۰ر فلسطینیوں کو بے گھر کیا۔

☆ کیوبا کے انقلابی رہنما فیڈل کاسترو کے اعزاز میں بڑی فوجی پریڈ کا اہتمام کیا گیا۔

☆ اوبامہ ۱۰ر جنوری کو اپنے آبائی شہر شکاگو میں عوام سے الوداعی خطاب کریں گے۔

☆ شام میں جنگ بندی کے باوجود حالات معمول پر نہیں آئے۔

☆ بیت المقدس کی عمارت میں آتش زدگی سے پانچ صہیونی ہلاک ہو گئے۔

☆ دھولیہ پولس نے قومی یکجہتی اور بھائی چارہ کے لئے اسکولی طلباء کی ریلی نکالی۔

☆ مذہب کے نام پر ووٹ مانگنے پر سپریم کورٹ نے پابندی عائد کی۔

☆ عازمین حج کے فائدے کے لئے حج موبائیل اپلیکیشن بنایا گیا۔(مختار عباس نقوی)

☆ استنبول کی جامع مسجد میں فائرنگ سے دو افراد زخمی۔

☆ پاکستان سعودی عرب اور ترکی مشترکہ فوجی مشق کریں گے۔

☆......☆......☆

گوشۂ خواتین

پنچایت

شگفتہ سبحانی

☆ لفظ پنچایت......۵ر افراد پر مشتمل ٹیم۔

☆ پنچایت......سربراہ، اعلی حکام، مکھیا، پنچ، سرپنچ،

☆ پنچایت......کھوج، خبر، جاسوسی،

روایت رہی ہے کہ قدیم زمانے سے گاؤں، قصبوں اور دیہاتوں میں مکھیا یا پنچ ہوتے چلے آئے ہیں، جو گاؤں کے معاملات کو حل کرتے ہیں، اس پنچایت کا مقصد ہمیشہ سے جھگڑوں کو مٹانا، صلح کروانا، کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہو یا کوئی جرم کا معاملہ ہو تو اس پر غور و خوض کرنا اور صحیح فیصلہ دینا تا کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو، اور گاؤں میں امن و امان قائم رہے، تبدیلیوں نے انسان کے دل و دماغ پر اثر ڈالا موسم بدلے، رُتیں بدلیں، مزاج اور تیور بدلے، پہناوے اور تہذیب تبدیل ہوئی، ان تبدیلیوں نے اگر سب سے خراب اثر ڈالا تو وہ کچھ خواتین کے دماغ پر، آج کے درس کا خاص مقصد، ان خواتین کی تربیت ہے، جو خصوصاً پنچایت میں دلچسپی لیتی ہیں، اور بڑا شاندار کردار ادا کرتی ہیں، جس سے سماج کے بہت زیادہ افراد بڑی تیزی سے متاثر ہو رہے ہیں۔

اسلام نے کسی بھی چیز کو بنا تحقیق کے آگے بھیجنے سے منع کیا ہے، (سُنی سنائی باتوں پر یقین کرنا اور پھیلانا) انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے یا کانوں سے نہ سنے وہ افواہوں کا بازار گرم نہ کرے۔

کچھ بے چاریاں، بڑی تڑپ اور لگن لئے دوسروں کے گھروں کی ٹوہ میں سراپا منتظر ہوتی ہیں کہ کیا ایسا دیکھ لیں جو وہ اپنی چرب زبان سے بیان کرتی گھومیں، اس قسم کی خواتین ایک اکیلی پانچ کے برابر ہوتی ہیں۔ جن کا مقصد سارا دن، اوقات کو ضائع کرنا، اور اعمال کو سیاہ کرنا ہوتا ہے، مذہب اسلام نے کسی کی دل آزاری کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ یہ عقل سے پیدل، کچھ مائیں، بیٹیاں اور بہنیں، تاک تاک کے سامنے والے کو اپنا نشانہ بناتی ہیں اور کرید کرید کر سارے معاملات پوچھتے رہتی ہیں، اور بعد میں ان معاملات کو آگ کی طرح پھیلانے کا کام انجام دیتی ہیں۔

اس قسم کی خواتین صرف گھریلو نہیں، ان میں معلمات (دینی و عصری) ڈاکٹر، ٹیچر، بزنس پیشہ، نوکرانیاں، پڑھنے والی طالبات اور گھر کی اچھی خاصی خواتین کی تعداد ہے جن کا یہ کام ہے کہ وہ سامنے والے کو اپنی بات کہنے کا موقع بھی نہیں دیتیں، مجھے اس چیز کا احساس اس وقت ہوا جب میں نے خواتین کی ایک کثیر تعداد کو اپنے اطراف ڈپریشن اور شدید ذہنی تناؤ میں دیکھا۔

استغفار کرنے پر کچھ خواتین کا جو خطرناک رویہ سامنے آیا وہ چونکا دینے والا ہے۔

بار بار لکھا جاتا ہے کہ ہر انسان کی ایک ذاتی زندگی ہے، جس میں حد سے تجاوز کر کے مداخلت کرنا ظاہر ہے کسی کو بھی ناگوار گزر سکتا ہے۔ یہ پنچ نما عورتیں خدا کا خوف کئے بنا کچھ ایسے سوالات کرتی ہیں، جو لڑکیوں کے لئے ذہنی تذبذب اور تکلیف کا مرحلہ ثابت ہوتا ہے، جن میں اکثر بھابھیاں، جیٹھانیاں، یا نندیں (کچھ جگہ) ملوث پائی گئیں ہیں، اگر ان کو ان کے سوال کا جواب ہی نہ دیا جائے یا انہیں بری طرح جھڑک دیا جائے تو یہ آئندہ ایسے بد اخلاقی والے سوال کم از کم آپ سے نہیں کریں گی، لڑکیاں پیدائش سے لے کر ہر عمر تک مختلف طور سے الجھنوں اور پریشانیوں کا شکار ہوتی ہیں، فرض کیجئے اگر کسی بچی کی شادی نہیں ہورہی تو براہ راست اس سے یہ پوچھنا کہ تمہاری شادی کیوں نہیں ہورہی؟ تمہاری عمر نکل رہی تمہیں تو بھاگ جانا چاہئے تمہیں تو لڑکا پھنسا لینا چاہئے، جن کو اولاد نہیں انہیں ایسے ایسے مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے مشوروں سے نوازنا یا کسی کے دل پر براہ راست حملہ کرنا یا کسی کی ذاتی ملکیت، ذاتیات اور جسمانی و ذہنی مسافت کے مطابق الٹے سیدھے گمان لگانا، بولنا اور پھیلانا ''قانوناً جرم ہے'' وہ خواتین جنہیں دنیا میں نیکی، آزمائشیں، مقدر اور جدوجہد کے مراحل سمجھ میں نہیں آتے، ضرورت ہے کہ انہیں اصلاحی طور پر بار بار ٹوکا جائے، مختلف زاویوں سے انہیں یہ باور کروایا جائے کہ اس قسم کے گھٹیا سطحی جملے یا کسی کی کھوج میں رہنا، یا کسی کے کردار کے بارے میں یا ذاتی شمولیت کے بارے میں افواہیں پھیلانا بڑا جرم ہے اور گھریلو یا سادہ لوح عورتوں کے دماغ خراب کرنا، ایک نہایت برا فعل ہے، ہمیں سوچنا چاہئے کہ سامنے والا خدا جانے کس کرب سے گزر رہا ہو، اس کا دکھ کم کرنے کی بجائے حوصلہ کن الفاظ کی ادائیگی کی بجائے غلط رویوں اور راستوں کے مسافروں کی راہ نمائی کی بجائے انہیں برے فعل میں مدد کرنا کم عمر کی بچیوں کے جذبات سے کھیلنا، یا جذباتی جملوں اور حرکات سے انہیں بڑھاوا دینا ایک کریہہ اور گناہ کا عمل ہے۔ جس کی جلد یا بدیر پکڑ ہے۔

سماج کی سنجیدہ خواتین اور بچیوں سے گذارش ہے کہ وہ خود پر ہونے والے تابڑ توڑ حملوں کے لئے خود کو تیار کریں، سوال پوچھنے والی بہنوں سے یہ پوچھیں کہ آپ یہ سب کیوں اور کس لئے پوچھ رہی ہیں؟ کیا میں آپ کے گھر شکایت کر دوں؟ ان کا اصلاح کا یہی ایک طریقہ ہے کہ خاموش رہنے کی بجائے انہیں ہر بار منع کریں یا سختی سے پیش آئیں، ضرورت پڑے تو ان کی شکایت ان کے گھر میں کی جائے تا کہ وہ دوسروں کی بچیوں کو ٹارگٹ نہ کریں، مسائل ہر ایک کے ساتھ ہیں لیکن اس کا فائدہ اٹھانے کا حق کسی کو نہیں محتاط رہنا اور برائی کو روکنا ابھی ہمارے اختیار میں ہے۔

☆......☆......☆

بقیہ: تعدادازدواج ایک سماجی ضرورت................

اس لئے تعداد ازدواج کا قانون نہ صرف مرد کے لئے بلکہ اس سے زیادہ عورت اور سماج کے لئے نعمت اور رحمت ہے۔ دوسری بات یہ کہ کسی شخص کی بیوی اگر نکاح کے بعد کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جس کے ہوتے ہوئے شوہر کے لئے ازدواجی تعلق قائم کرنے کی اجازت نہ ہو، تو اب شوہر کے سامنے اپنی جنسی ضرورت کی تسکین اور اخلاق کے تحفظ کے لئے دو راستے ہیں، (۱) شوہر اپنی بیمار بیوی کو طلاق دے دے تا کہ دوسرا نکاح کر کے اپنی فطری ضرورت کی تکمیل کر سکے، ظاہر ہے کہ یہ صورت عورت کے لئے نقصان دہ ہے کہ ایسے وقت میں جب اسے شوہر کے سہارے اور رفاقت کی ضرورت ہو، شوہر اسے طلاق دے کر رخصت کر دے، نیز یہ چیز انسانی ہمدردی کے بھی خلاف ہے، (۲) شوہر اس بیمار بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھتے ہوئے ایک اور نکاح کر لے اس طرح نہ صرف یہ کہ اس کی جنسی ضرورت کی بھی تکمیل ہو جائے گی بلکہ اس بیمار بیوی کی تیمارداری اور اس کی دیکھ ریکھ بھی ممکن ہوگی۔

اسی طرح اولاد کا حصول بھی نکاح کا ایک بڑا مقصد ہے، لیکن اگر کسی کی بیوی بانجھ ہو تو شوہر اولاد کی نعمت سے محروم رہتا ہے، اب اگر تعداد ازدواج کی اجازت قانوناً نہ ہو تو لامحالہ شوہر کو اس بانجھ بیوی کو طلاق دینی ہوگی، تا کہ وہ دوسرا نکاح کر کے اولاد کی نعمت سے بہرہ ور ہو سکے، چونکہ عورت کے بانجھ پن اور بیماری میں اس کی ذات کا کوئی دخل نہیں ہے کہ اسے طلاق کی سزا دی جائے اور شوہر کی ہمدردانہ رفاقت، معاشی اعانت اور امداد سے محروم کر دیا جائے، اس سے بہتر شکل یہ ہے کہ شوہر کسی اور خاتون سے نکاح کر کے اولاد کی نعمت حاصل کر لے اور دونوں ہی بیویوں کے حقوق مساویانہ طور پر ادا کرتا رہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر سماج میں بیوہ، مطلقہ، غریب، یتیم، اور شکل و صورت کے لحاظ سے ادنیٰ درجے کی عورتوں کی ایک بڑی تعداد ہوتی ہے، جن کے لئے کنوارے مردوں کا ملنا دشوار ہوتا ہے، لہٰذا اگر ان کی شادی کا کوئی نظم نہ کیا جائے تو ان کی بے راہ روی کا شدید خطرہ ہے، ان عمومی اور سماجی و اخلاقی مصالح کے پیش نظر اسلام نے تعداد ازدواج پر بالکلیہ پابندی عائد نہیں کی بلکہ عدل و مساوات کی کڑی شرائط کے ساتھ چار بیویوں کو ایک وقت میں نکاح میں رکھنے کی اجازت دی۔ تعدد ازدواج کا یہ قانون اگر مردوں کے حق میں بہتر ہے تو بلا شبہ عورتوں کے حق میں بہترین ہے۔

جن ملکوں میں یک زوجگی کا قانون نافذ ہے وہاں قانونی طور پر تو ایک ہی بیوی ہوتی ہے، لیکن غیر قانونی تعلقات کی کوئی انتہا نہیں ہوتی مغربی ممالک اس کی واضح مثال ہیں، خود وطن عزیز بھارت میں ایک بیوی کے رہتے ہوئے دیگر عورتوں سے مستقل ناجائز تعلق کو قانونی حیثیت دی گئی ہے، جسے ''لیو اِن ریلیشن شپ'' Live In Relation Ship کا مہذب نام دیا گیا ہے، جو عورتوں کی عفت و عصمت کی پامالی اور اُن کے جنسی استحصال کا ذریعہ ہے، نکاح کی صورت میں عورتوں کو قانونی طور پر شوہر کی طرف سے روٹی کپڑا اور مکان بھی ملتا ہے اور سماج میں عزت کا مقام بھی، جب کہ آزادانہ تعلقات کے نتیجہ میں سماج میں فحاشی اور بے حیائی پھیلتی ہے، ناجائز بچوں میں اضافہ ہوتا ہے جو تمام پدری حقوق سے محروم ہوتے ہیں، لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ تعداد ازدواج ایک ناگزیر سماجی ضرورت ہے اور بہت سارے انفرادی سماجی اور اخلاقی مسائل کا حل بھی......!

☆......☆......☆

جب اسلام اجنبی ہو جائے گا

از: قاری مختار احمد ملی ابن عبدالعزیز

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا اور وہ اسی حالت میں لوٹے گا جس حالت میں اس کا آغاز ہوا تھا، تو مبارکباد ہے، اجنبیوں کے لئے۔

(مسلم کتاب الایمان)

رسول اللہ ﷺ نے آغاز رسالت میں جب اسلام کی دعوت پیش کی تو اس ماحول میں اسلام ایک اجنبی دین تھا، لوگ توحید، رسالت اور آخرت کے تصور سے نا آشنا تھے، اور من مانے طریقہ پر زندگی گذارتے تھے، رفتہ رفتہ لوگ اسلام قبول کرتے رہے، یہاں تک کہ اسلام پورے عرب میں چھا گیا، اور پھر پوری دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا، اس کے بعد نبی ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اسلام پر ایک دور ایسا بھی آنے والا ہے، جس میں وہ پھر اجنبی بن کر رہ جائے گا، اس پیشین گوئی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں چنانچہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد کثرت سے پائی جاتی ہے، لیکن اس کے باوجود اسلام کی سچی تعلیمات ان کی نظروں سے اوجھل ہوتی جا رہی ہیں، اخلاقی اور عملی بگاڑ اتنے بڑے پیمانے پر رونما ہو گیا ہے کہ اسلامی اخلاق اور توحید کے صحیح تصور سے لوگ نا آشنا ہو چکے ہیں آخرت کی جوابدہی کا تصور دھندلا پڑتا جا رہا ہے، پیغمبر ﷺ کی تعلیمات کی جگہ بدعات اور رسومات نے لے لی ہے، رسول اور اصحاب رسول ﷺ کے تحقیقی واقعات اور ان کے طریقے موجود ہونے کے باوجود ان ہی کے نام پر من گھڑت قصے اور کہانیوں کو آئیڈیل اور نمونہ بنا لیا گیا ہے، اہل علم بھی ''فرمایا بزرگوں نے'' سے تقریر کا آغاز کرتے ہیں، اور اسی پر اختتام بھی کرتے ہیں، پوری تقریر میں اللہ و رسول اور اصحاب رسول ﷺ کا کوئی نمونہ موجود نہیں ہوتا، حالانکہ بعض اوقات یہ قصے کہانیاں قرآن و سنت سے متصادم ہوتے ہیں، اس طرح حقیقی دین اجنبی بنا رہتا ہے۔ رواجی دین پر ایک مدت تک عمل کرنے کی وجہ سے وہ لوگوں کے لئے تقدس کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔

موجودہ دور سائنسی اور عقل پرستوں کا دور ہے، اور اسلام بھی عقل و فطرت کے عین مطابق ہے، اگر اللہ و رسول ﷺ کی تحقیقی باتیں لوگوں کو بتائی جائیں تو وہ لوگوں کے دلوں میں جگہ بنا لیتی ہیں، لیکن ایسی باتوں کو چھوڑ کر لوگ طلسماتی قصے کہانیاں سناتے ہیں، فکر انگیز باتیں بتانے کی بجائے حیرت انگیز باتیں بتاتے ہیں، اس طرح وہ عقل پرستوں کو ہضم نہیں ہوتی، اور وہ اسلام سے دور ہونے لگتے ہیں، ایسے لوگوں کے درمیان اسلام اجنبی بنا رہتا ہے، آج تحقیقی علم پیش کرنے والوں کی تعداد انتہائی قلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ آج جو صحیح باتیں مستند کتابوں کے حوالے سے کوئی بات پیش کرتا ہے، تو وہ باتیں لوگوں کے لئے اجنبی بنی رہتی ہیں، اس کی باتوں پر لوگ حیرت زدہ ہوتے ہیں کہ کیا یہ دین ہے؟ یعنی جو اصل اور حقیقی دین ہوتا ہے، وہی لوگوں میں اجنبی بنا رہتا ہے، کیوں کہ ہر طرف دین آباء اور رواجی دین کا چرچا ہوتا ہے، لیکن مذکورہ حدیث میں ان ہی لوگوں کو خوشخبری اور بشارت اور مبارکباد دی گئی ہے، جو قرآن و سنت اور دین کی صحیح تعلیمات کو پیش کرتے ہیں، چاہے وہ قلیل ہوں ہمارے پاس قرآن و سنت کا براہ راست ذخیرہ موجود ہے، ہم ان تحقیقی علوم کو سیکھیں، کھلے ذہن کے ساتھ ان کا مطالعہ کریں، من گھڑت توجیہات اور تاویلات سے اپنے آپ کو بچائیں اور عوامی سطح پر تحقیقی باتوں کو پیش کریں تب ہی دین کی اجنبیت ختم ہوگی۔

☆......☆......☆

رفعنالک ذِکرَک کے نُقوش

از: حافظ محمد بشیر ملیؔ

آج حافظؔ بھی یہ کہتے ہیں فیضان رسولؐ
لوگ کہتے ہیں ہمیں، ہم ہیں ثناخوان رسولؐ
جب بھی عملاً ہوئے بیگانہ فرمان رسولؐ
کیسے ممکن ہے کہ کہلائیں فدایان رسولؐ
دیکھ قرآں میں رفعنالک ذِکرَک کے نُقوش
مرتبہ کیا ہے شہ دیں کا ہے کیا شان رسولؐ
دشمن جاں بھی نظر آتے ہیں قدموں پہ نثار
جو کبھی آئے تھے لینے کے لئے جان رسولؐ
یہ ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں یہ ہیں عثمانؓ و علیؓ
ہیں شہنشاہوں سے افضل یہ غلامان رسولؐ
مل گیا درس اخوت جو نبیؐ کے در سے
کیا فراموش زمانہ کرے احسان رسولؐ
زندگی خوگر تسلیم و رضا ہو جن کی
حشر میں تھامے ہوئے ہوں گے وہ دامان رسولؐ
آرزو دید محمدؐ کی ہے دل میں حافظ
اک نظر کاش ہو بر چہرۂ تابان رسولؐ

اقوال حضرت حسینؓ

☆ ایسے کام کی ذمہ داری نہ اٹھاؤ جس کے انجام دینے کی اہلیت تمہارے اندر نہ ہو اور کبھی ایسی چیز حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو جس کا سمجھنا اور حاصل کرنا تمہارے بس کا روگ نہ ہو، کبھی ایسا وعدہ نہ کرو جس کا ایفا تم سے ممکن نہ ہو۔

☆ لوگوں کے مکانوں کی دیواریں اتنی بلند ہوگئی ہیں کہ مساجد کے مینار میری نگاہ کی رسائیوں سے باہر نکل گئے۔

☆ اگر تمہارے ذریعے ایک شخص نے بھی ہدایت پائی تو یہ تمہارے لئے دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔

کام کی باتیں

☆ جو لوگ کسی کو دکھ دیتے ہیں وہ خود کبھی سکھی نہیں رہ پاتے۔

☆ بہت کھانا اور بہت سونا ایسی عادتیں ہیں جو انسان کے دل کو تباہ کر دیتی ہیں۔

اصلاحی خط و کتابت

از: مولانا شاہ حکیم اختر صاحبؒ

ایک مجاز کا خط اور حضرت والا کا جواب

حال: حضرت والا دامت برکاتہم کی جوتیوں کے صدقے صبح تا شام حق تعالیٰ شانہ کی عنایات، تجلیات اور انوار و برکات سے یہ سیہ کار نوازا جا رہا ہے عطا و خطا کے درمیان رہنا انتہائی سہل ہو چکا ہے کبھی داد و تحسین سے بڑائی پیدا نہیں ہوتی بعض مرتبہ دوستوں کی مجلس میں حضرت والا کے مضامین انتہائی جوش و محبت کے ساتھ بیان کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے احباب کے پسند فرمانے پر تشکر کے آنسو امڈ آتے ہیں اور بے ساختہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ جیسے کلمات زبان پر جاری ہوتے ہیں۔

جواب: ماشاءاللہ مبارک حالت ہے لیکن ہمارے بزرگوں نے شیخ کی مجالس میں حاضری کا اور اپنے نفس کو مٹانے کا جتنا اہتمام کیا اتنا اپنی مجالس کا نہیں۔ جتنا استفادہ کامل ہوگا اتنا ہی افادہ کامل ہوگا، جتنی پیاس زیادہ ہوتی ہے پیاسا اتنا ہی زیادہ پانی کے پاس جاتا ہے اور اس کا یہ حال ہوتا ہے:

سیری نہیں ہوتی، نہیں ہوتی، نہیں ہوتی
اے پیر مغاں اور، ابھی اور، ابھی اور

حال: اگرچہ بعد میں خیال آتا ہے کہ یہ آنسو دکھاوے کے نہ ہوں اس پر بعد میں الگ سے تنہائی میں رو لیتا ہوں تو دل میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

جواب: آپ کے حالات سے دل بہت خوش ہوا اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

سوشل میڈیا کی آواز

از مفتی ناظم ملّی

ماہتاب اپنا سالانہ دور ایک اور ختم کر چکا، زمین اپنی سالانہ گردش کی ایک منزل اور تمام کر چکی۔ ماہتاب اور زمین کی حرکتوں کے نظریے صحیح ہوں یا نہ ہوں، اتنا تو بہرحال یقینی ہے کہ ہر ذی روح کی عمر میں ایک سال کی اور کمی ہو گئی، کتنی جگہ سال نو کا جشن منایا گیا ہوگا، لیکن عزیزو! سوچو اور سمجھو کہ یہ موقع جشن مسرت کا ہے، یا حسرت و ماتم کا؟ اس ایک سال کی مدت میں کتنی نمازیں ضائع ہوئیں، کتنی نمازیں اس طرح پڑھیں کہ ان کا پڑھنا نہ پڑھنے کے درجے میں تھا، عبادتوں کے کتنے بہتر سے بہتر مواقع ہاتھ سے جانے دیئے، کتنے فرائض ترک کیے، کتنی سنتیں اور مستحبات کو بے توجہی کی نذر کر دیا، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان کے ذریعے کتنے سارے گناہ سرزد ہوئے، اپنے دوستوں، عزیزوں اور جاننے والوں کے کتنے حقوق تلف کیے، آنکھوں سے کتنی وہ چیزیں دیکھ ڈالیں جو دیکھنے کی نہ تھیں، کانوں سے وہ کیا کچھ سن ڈالا، جو کسی طرح سننے کے قابل نہ تھا، زبان کتنی ایسی باتوں پر کھلتی رہی جن پر اسے بند ہی رہنا چاہئے تھا، غیبت، بدگوئی، حسد، جھوٹ، دل آزاری، بدگمانی، حرص، سخت کلامی خودنمائی، بخل، اسراف، نمائش، غرور، ریاکاری، گناہوں کی فہرست میں کون سا ایسا گناہ باقی رہا جس کا ارتکاب بار بار اور کثرت کے ساتھ نہ ہوا ہو؟

جس انسان کا سال بھر کا یہ ریکارڈ ہو جس کے سالانہ نامۂ اعمال کے اوراق یوں سیاہ ہوں اور سال بھر کی فہرست ختم ہو جانے پر اگر وہ اپنے نصیبوں کو نہ روئے تو آخر کیا کرے؟ گھڑی دو گھڑی نہیں، دن دو دن نہیں، پورے تین سو ساٹھ دن کی مدت کوئی تھوڑی مدت ہے؟ اتنی طویل مدت جو شخص محض غفلت کی نذر کر دے اس کی محرومیوں کا کیا ٹھکانہ ہے، اس کی بدنصیبیوں کی کوئی انتہا ہے اور اس کی شوربختیوں کا کہیں علاج ہے؟

اگر شان عدل کا ظہور ہونے لگے، تو ایسے مجرم کو کہیں پناہ مل سکتی ہے؟ اگر انصاف کی داروگیر شروع ہو جائے تو کوئی اپنے دامن میں لے سکتا ہے؟ لیکن اے کریم کارساز! تو ہر دل شکستہ کا آسرا، تو ہی ہر مایوسی کی آخری امید، تیرا عفو کرم بے پایاں ہیں، تیرا لطف و نوازش بے حساب، تو اس پر قادر ہے کہ ایک سال کی نہیں سالہا سال کی غفلتوں اور کوتاہیوں کی سیاہی کو مٹا سکتا ہے، اے مولا! ہماری ان کمزوریوں اور کوتاہیوں سے درگذر فرما۔ آمین

(مولانا عبدالماجد دریابادیؒ) ☆......☆......☆

HAK KI ROSHNI WEEKLY,PRINTED PUBLISHED & OWNED BY ISRAR AHEMAD ABDUL JALIL,ADD: S.NO.86/1/10,H.NO.19,BEHIND PHARMACY COLLEGE ROAD,ZAM ZAM ROAD, MALEGAON,DIST.NASHIK,PRINTED AT NOORANI PRESS, 553,LINE NO.10,ISLAMPURA MALEGAON DIST.NASHIK & PUBLISHED AT S.NO.86/1/10,H.NO.19, BEHIND PHARMACY COLLEGE ROAD,ZAM ZAM ROAD,MALEGAON,DIST.NASHIK,composing:mufti md Ishaq milli,Email: haqkiraoshni@gmail.com